1961_1_222_226

1961 سپریم کورٹ رپوٹس ایس۔سی۔آر 1

ریاست راجستھان اوراوآر ایس۔

بنام

ٹھاکر پرتاپ سنگھ۔

18اگست1960

ایس ۔کے ۔داس، ایم ۔ہیدایت اللہ، کے ۔سی ۔داس گپتا، جے ۔سی ۔شاہ اور این ۔راجا گوپالا آیانگر، جسٹسز۔

ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک- ہریجنوں اور مسلمانوں کو اضافی پولیس لاگت کی ادائیگی سے مستثنی کرنے کا سرکاری نوٹیفکیشن- جواز- ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 15(1) ۔ پولیس ایکٹ، 1861(v آف 1861)، دفعہ 15۔

پولیس ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 کے ذریعے راجستھان حکومت نے کچھ دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اس میں تعینات اضافی پولیس فورس کی قیمت کی ادائیگی سے مستثنی قرار دیا۔نوٹیفکیشن کو ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 15(1) میں موجود ضمانت کی خلاف ورزی کے طور پر چیلنج کیا گیا تھا۔

قرار دیا گیا کہ چونکہ نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 میں دیگر برادریوں کے قانون کی پاسداری کرنے والے اراکین کے ساتھ اور ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں اور ہریجنوں کے حق میں امتیازی سلوک کیا گیا تھا، اس لیے اسے آئین کے آرٹیکل 15(1) کی شق سے براہ راست متاثر کیا گیا اور اس طرح اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1956 کی دیوانی اپیل نمبر۔

جے پور میں راجستھان ہائی کورٹ (جے پور بنچ) کے 11 ستمبر 1953 کے فیصلے اور حکم سے 1952 کی تحریری درخواست نمبر 141 میں اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایم۔ایس۔کے۔شاستری اور ٹی۔ایم۔سین۔

جواب دہندہ پیش نہیں ہوا۔

18اگست 1960۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجا گوپالا آیانگر جسٹس: ،اپیل میں ریاست راجستھان کی طرف سے پولیس ایکٹ 1861 (V آف 1861) کی دفعہ 15 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ایک پیراگراف کی آئینی جواز پر غور کرنے کے لیے کہا گیا ہے، جس کے تحت ان دیہاتوں کے "ہریجن" اور "مسلمان" باشندوں کو، جن میں ایک اضافی پولیس فورس تعینات تھی، اس فورس کی لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ ریاست راجستھان کے جھنجھنو ضلع کے بعض دیہاتوں کے باشندے ڈاکوؤں اور چوری شدہ جائیداد کے وصول کنندگان کو پناہ دیتے تھے، اوراس کے علاوہ زمینداروں اور کرایہ داروں کے درمیان پریشانی پیدا کر رہے تھے جس کے نتیجے میں علاقے میں سنگین فسادات ہوئے جس کے دوران کچھ افراد اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔اس لیے ریاستی حکومت۔ پولیس ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت کارروائی کی۔ یہ دفعہ فراہم کرتا ہے:

"شورش زدہ یا خطرناک اضلاع میں اضافی پولیس کا قیام۔

(1) یہ ریاستی حکومت کے لیے جائز ہوگا۔سرکاری گزٹ میں مطلع کیے جانے کے اعلان کے ذریعے، اوراس طرح کے دوسرے طریقے سے جو ریاستی حکومت ہدایت کرے، یہ اعلان کرنے کے لیے کہ اس کے اختیار کے تحت کوئی بھی علاقہ گڑبڑ یا خطرناک حالت میں پایا گیا ہے، یا یہ کہ ایسے علاقے کے باشندوں، یا ان کے کسی طبقے یا حصے کے طرز عمل کی وجہ سے، پولیس کی تعداد میں اضافہ کرنا مناسب ہے۔

(2) اس کے بعد انسپکٹر جنرل آف پولیس، یا ریاستی حکومت کی منظوری سے اس سلسلے میں ریاستی حکومت کی طرف سے مجاز دوسرے افسر کے لیے یہ جائز ہوگا کہ وہ اس طرح کے اعلامیے میں مذکور علاقوں میں عام مقررہ تکمیل کے علاوہ کسی بھی پولیس فورس کو تعینات کرے۔

(3) اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (5) کی دفعات کے تابع، اس طرح کی اضافی پولیس فورس کی لاگت اعلامیے میں بیان کردہ ایسے علاقے کے باشندے برداشت کریں گے۔

(4) ضلع کا مجسٹریٹ، اس طرح کی تفتیش کے بعد جسے وہ ضروری سمجھے، اس طرح کی لاگت کو ان باشندوں میں تقسیم کرے گا جو، جیسا کہ مذکورہ بالا، اسے برداشت کرنے کے ذمہ دار ہیں اور جنہیں اگلے آنے والے ذیلی دفعہ کے تحت مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔اس طرح کی تقسیم ایسے باشندوں کے ایسے علاقے میں متعلقہ ذرائع کے مجسٹریٹ کے فیصلے کے مطابق کی جائے گی۔

(5) ریاستی حکومت کے لیے یہ جائز ہوگا کہ وہ کسی بھی شخص یا طبقے یا ایسے باشندوں کے حصے کو اس

طرح کی لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کرے۔

ذیلی دفعہ (6) کو خارج کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ متعلقہ نہیں ہے۔

جس نوٹیفکیشن کے ذریعے ان دفعات کو لاگو کیا گیا تھا اور جوان کارروائیوں میں اعتراض کیا گیا ہے وہ ان شرائط میں تھا:--

"جب کہ راجپر مکھ مطمئن ہے کہ یہاں منسلک شیڈول میں دکھایا گیا علاقہ گڑبڑ اور خطرناک حالت میں پایا گیا ہے۔اب، اس لیے، پولیس ایکٹ (V آف 1861) کی دفعہ (1) 15 کے تحت اس کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، راجپر مکھ یہ اعلان کرتے ہوئے خوش ہے کہ مذکورہ شیڈول میں شامل 24 دیہاتوں کو اس نوٹیفکیشن کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے لیے گڑبھڑ علاقہ سمجھا جائے گا۔

پولیس ایکٹ (1861 کا V) کی مذکورہ دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت، راجپر مکھ انسپکٹر جنرل آف پولیس کو مذکورہ علاقے کے باشندوں کی قیمت پر کسی بھی پولیس فورس کو ملازمت دینے کا اختیار دیتا ہے۔

مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ 5 کے تحت راجپر مکھ ان دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اضافی پولیس فورس کی تعیناتی کی وجہ سے لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔

"اس کے بعد 24 گاؤں کے نام بتائے گئے۔

مدعا علیہ ٹھاکر پرتاپ سنگھ نے ان 24 دیہاتوں میں سے ایک بار گاؤں کا باشندہ ہونے کے ناطے، پولیس ایکٹ کی دفعہ 15 اور خاص طور پر اس کی ذیلی دفعہ 5 اور نوٹیفکیشن کی صداقت پر اعتراض کرتے ہوئے آئین کے ایکٹ 226 کے تحت رٹ یا ہدایت جاری کرنے کے لیے راجستھان کی ہائی کورٹ کا رخ کیا اور مناسب راحت کے لیے استدعا کی۔ ہائی کورٹ نے عام طور پر پولیس ایکٹ کی دفعہ 15 کی نا اہلی اور ریاستی حکومت کو " کسی بھی شخص یا طبقے یا ایسے باشندوں کے حصوں " کو اضافی پولیس فورس کی لاگت برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کرنے کا حکم دینے کے اختیارات کے بارے میں زور دیے گئے وسیع تر تنازعات کو مسترد کر دیا۔لیکن دانشور ججوں نے فیصلہ دیا کہ نوٹیفکیشن کا پیراگراف 4 جس میں " گاؤں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں " کو محصولات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ذات یا مذہب وغیرہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک کے خلاف آئین کے آرٹیکل (1) 15 کی ضمانت کی خلاف ورزی ہے۔

"ریاست کسی بھی شہری کے ساتھ صرف مذہب، نسل، ذات، جنس، جائے پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کرے گی۔ "اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔

ریاست راجستھان جس نے اس حکم سے ناراضگی محسوس کی، اس نے آرٹیکل 132(1) کے تحت سرٹیفکیٹ کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دی تاکہ وہ اس عدالت میں اپیل دائر کر سکے اور یہ منظور ہو جانے کے بعد، اپیل اب ہمارے سامنے ہے۔

ریاست کے فاضل وکیل نے یہ ظاہر کرنے کی سخت کوشش کی کہ دیہاتوں کے ہریجن اور مسلم باشندوں کی چھوٹ، متنازعہ نوٹیفکیشن میں، "صرف "ذات یا" مذہب" یا آرٹیکل 15(1) میں طے شدہ دیگر معیارات کی بنیاد پر نہیں تھی، بلکہ اس بنیاد پر کہ ان دونوں برادریوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو ریاست نے اس طرز عمل کا مجرم نہیں پایا تھا جس کی وجہ سے اضافی پولیس فورس کو تعینات کرنا ضروری تھا۔ یہ وہی دلیل تھی جسے ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا تھا اور اسے دانشور ججوں نے مسترد کر دیا تھا جنہوں نے مشاہدہ کیا:

" اب یہ ایک بہت ہی عجیب دلیل ہے کہ صرف ایک مخصوص برادری یا ذات کے افراد قانون کی پاسداری کرنے والے شہری تھے، جبکہ دیگر برادریوں کے افراد نہیں تھے۔ گڑبڑ عناصر کسی بھی کمیونٹی یا مذہب کے اراکین میں اتنے ہی پائے جا سکتے ہیں جتنے کہ اس کمیونٹی یا مذہب کے اراکین میں سمجھدار عناصر ہو سکتے ہیں۔"

یہاں فاضل ججوں کی طرف سے ظاہر کردہ نظریہ، ہماری رائے میں، درست ہے۔ یہاں تک کہ اگر کمیونٹیز کے زیادہ تر اراکین کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہو یا یہاں تک کہ وہ سب قانون کی پاسداری کرنے والے تھے، تو ریاست کی جانب سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ ان 24 دیہاتوں میں کوئی پرامن اور قانون کی پاسداری کرنے والے افراد نہیں ہیں جن کا تعلق دوسری برادریوں سے ہے جن پر تعزیری محصول عائد کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ میں دائر درخواست کے پیراگراف 5 (ایف) میں مدعا علیہ نے کہا تھا:

'' یہ کہ مذکورہ نوٹیفکیشن ہندوستان کے آئین سے بالاتر ہے کیونکہ یہ کسی گاؤں کے شہریوں کے درمیان مذہب، نسل یا ذات کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرتا ہے، جتنا کہ یہ مسلمان مذہب کو ماننے والے افراد اور دوسروں کے درمیان فرق کرتا ہے اور ان افراد کے درمیان بھی جو ذات پات کے لحاظ سے مسلمان اور ہریجن ہیں اور باقی۔ اس لیے یہ ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 15 کی دفعات کی خلاف ورزی ہے۔"

"ان دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اضافی فوج کی لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے نہ کہ ان کے مذہب، نسل یا ذات کی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ امن پسند اور قانون کی پاسداری کرنے والے شہری پائے گئے تھے، 24 دیہاتوں میں اضافی فوج تعینات کی گئی ہے۔

یہ دیکھا جائے گا کہ یہ ریاست کا معاملہ نہیں ہے، یہاں تک کہ ہائی کورٹ کے سامنے درخواست کے مرحلے پر بھی کہ دیگر برادریوں سے تعلق رکھنے والے کوئی بھی شخص امن پسند اور قانون کی پاسداری کرنے والے نہیں تھے، اگرچہ یہ بہت اچھی طرح سے ہوسکتا ہے، کہ ریاست کے مطابق، ان دیگر برادریوں کی ایک بڑی اکثریت دوسری طرف مائل تھی۔ اگر ایسا ہے، تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نوٹیفکیشن نے دیگر برادریوں کے قانون کی پاسداری کرنے والے اراکین کے ساتھ اور مسلم اور ہریجن برادریوں کے حق میں امتیازی سلوک کیا ہے، (یہ فرض کرتے ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک "امن پسند اور قانون کی پاسداری کرنے والا" تھا) صرف "ذات" اور "مذہب" کی بنیاد پر۔ اگر کوئی اور بنیاد تھی تو انہیں نوٹیفکیشن میں بیان کیا جانا چاہیے تھا۔ یہ واضح ہے کہ نوٹیفکیشن آرٹیکل (1)15 کی شرائط کے بالکل برعکس ہے اور نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 میں ایک مخصوص آئینی ممانعت کی خلاف ورزی کے طور پر مذمت کی گئی ہے۔ ہماری رائے میں، ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے نوٹیفکیشن کے اس پیراگراف کو ختم کرنے میں واضح طور پر درست تھے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور مسترد کر دی جاتی ہے۔ چونکہ مدعا علیہ پیش نہیں ہوا ہے اس لیے اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔ ریاست کی طرف سے اس کا جواب ان شرائط میں تھا:

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and authenticity of this document

12.06.24